تعارف اہل حدیث

تحریر: مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

سوال یہ ہے کہ امت میں فرقہ بندیاں کہاں سے آئیں؟ کیا قرن اول میں کوئی حنفی تھا؟ شافعی تھا، مالکی تھا، یا حنبلی تھا؟

اس کا جواب ان بزرگوں کی تاریخ ولادت سے مل سکتا ہے جن کی طرف یہ فرقے منسوب ہیں۔ سب سے بڑی عمر کے امام ان میں ابوحنیفہ ہیں جو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ان کے پندرہ سال بعد امام مالک پیدا ہوئے۔ ان کے بعد امام شافعی اور امام احمد پیدا ہوئے۔ گو امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی پیدائش پہلی صدی ہجری میں ہے مگر بہ حیثیت ایک عالم مفتی اور مجتہد کے وہ دوسری صدی میں دنیا کے سامنے آتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طبقہ اولی (زمانہ صحابہ) میں ان چاروں فرقوں کا نام نہ تھا ------------------ کیونکہ جن اماموں کی طرف ان فرقوں کو نسب ہے، وہی نہ تھے تو فرقہ کہاں بس ان فرقوں کی بابت اس سوال کا جواب اسلامی تاریخ یہی دیتی ہے کہ طبقہ اولی میں صرف سیدھے سادے مسلمان تھے جن کا دستور العمل قرآن اور اقوال نبی علیہ السلام تھا اور بس اس کے سوا اور کوئی نہ فرقہ تھا نہ فرقہ بندی۔

اب ہم آج کل کی فرقہ بندیوں کی ذرا کیفیت سنا کر فیصلہ ناظرین کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔ سب سے بڑا شگاف جو اسلام کے قلعہ میں سب سے پہلے آیا وہ شیعہ سنی کا اختلاف، اس شگاف کی بنا صرف یہ ہے کہ شیعہ کہتے ہیں خلافت اول حضرت علی کا حق تھا اور وراثت حضرت فاطمہ کا۔ سنی حضرات اس سے منکر ہیں۔

چونکہ ہمارے مضمون کا روئے سخن تاریخی پہلو ہے۔ اس لیے ہم اس میں مذہبی دلائل سے بحث کرنا نہیں چاہتے، صرف تاریخی پہلو سے اتنا پوچھتے ہیں کہ طبقہ اولی میں جو اسلام اور اہل اسلام کا اعلی نمونہ تھا، یہ اختلاف تھا؟ یا اس اختلاف کا کوئی اثر تھا۔ تاریخی جواب دیتی ہے کہ کوئی نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے، سب نے اطاعت کی۔ حضرت عمر خلیفہ ہوئے، سب نے اطاعت کی، حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے سب نے اطاعت کی۔ حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو وہ بھی خلیفہ برحق مانے گئے۔

بہرحال اس اختلاف کا اثر ہم اس زمانہ میں نہیں دیتے گو پہلے حضرت علیؓ خلیفہ نہ تھے' تاہم خلافت کے کاموں میں برابر دخیل تھے' باب عالی کے رکن تھے ' عہدہ دار تھے' مشیر کار تھے ' خلافت سے جو خدمت سپرد ہوتی تھی بجالاتے تھے' غرض جہاں تک ظاہری علامات راہنما ہوسکتی ہیں ' ہمیں ان کے اعمال و اطوار میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوسکتا' علی ہذاالقیاس تقسیم وراثت کا مسئلہ بھی اس طبقے میں ہم کو کسی طرح باعث تفریق معلوم نہیں ہوتا یہاں تک کہ کوئی اس کا تذکرہ بھی نہ کرتا تھا۔ جب اس پاک زمانہ میں اس کا کوئی اثر نہ تھا تو اب اسکو اسی بنا پر تفریق کرنے والا فرقہ بندی کے الزام سے کیوں ملزم نہ ہوگا۔

فرقہ بندیوں نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا

اس فیصلہ کے بعد اب ہم دیگر فرقہ بندیوں پر توجہ رکھتے ہیں جس نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔

اسلامی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فرقوں کی بڑی لائنیں دو ہیں جن کو سنی شیعہ کے اختلاف نے پیدا کیا ہے پھر ان لائنوں میں برانچ لائنیں بھی ہیں' ان پر غور کرنے سے جو فریق مورد الزام ہوگا' ہمیں اس کے ملزم بتانے میں تامل نہ ہونا چاہیے۔ ان فرقوں سے مراد حنفی'شافعی'مالکی اور حنبلی مذہب ہیں جن کو رجسٹرڈ بتانے کے لیے یہ کہا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ میں کعبہ شریف کے گرد چار مصلے (۱) ہیں اس لیے اس اختلاف میں فیصلہ کرنے کے لیے ان مذاہب کی تعریف اور وجہ تفریق بیان کرنا ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان مذاہب کے اصل الاصول وہی ہیں جو زمانہ صحابہؓ میں تھے یعنی یہ چاروں مذاہب قرآن و حدیث کو دستور العمل جانتے ہیں بحمداللہ اس میں کوئی اختلاف نہیں مگر ایک بات ایسی ہوگئی ہے جس سے یہ سارا اختلاف پیدا ہوگیا ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ جو کچھ ہمارے امام نے جس کے ہم مقلد ہیں سمجھا اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم دیا ہے بس ہمارے لیے وہی کافی ہے نہ ہم اپنی سمجھ کو دخل دیں نہ دوسرے کسی امام کی سنیں' دوسرا بھی یہ کہتا ہے' تیسرا بھی یہی' علی ہذاالقیاس چوتھا بھی۔

اس اختلاف کو بھی ہم مذہبی دلائل سے چھونا نہیں چاہتے کیونکہ مذہبی دلائل میں طول

ہوجاتا ہے بلکہ تاریخی شہادت سے صرف اتنا پوچھتے ہیں طبقہ اولی میں یہ طریق تھا؟ کسی خاص شخص کو یہ منصب تھا کہ باقی اس کے فہم اور رائے کے آگے سرجھکائیں' جہاں تک اسلامی تاریخ شہادت دیتی ہے۔ اس کا جواب نفی میں ملتا ہے اگر یہ منصب کسی کا ہوتا تو خلیفہ وقت کا ہوتا حالانکہ اس کا بھی نہ تھا بعض دفعہ ایک بڑھیا عورت بھی خلیفہ کے حکم کو رد کر دیتی تھی جس کے جواب میں خلیفہ کو ماننا پڑتا تھا کہ یہ عورت سچ کہتی ہے مولانا حالی مرحوم نے اسی حکم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

غلاموں سے ہوجاتے تھے بند آقا
خلیفوں سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

جب اس زمانہ میں یہ بندش نہ ہوئی کہ کسی ایک کی رائے اور فہم کے باقی لوگ پابند ہوجائیں تو پیچھے کیوں ایسا کیا جائے جس سے تفرقہ پیدا ہو ہاں اختلاف فہم چونکہ قدرتی ہے اس لیے کسی عالم کو کسی امام سے اتفاق رائے ہو جائے تو بے شک وہ اس سے اتفاق رائے کا اظہار کرے مگر ایسے طور سے کہ فرقہ بندی تک نوبت نہ پہنچے۔

ہماری اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں جو فرقہ بندیاں ہو رہی ہیں وہ طبقہ اولی یعنی سلف صالحین کی روش کو چھوڑنے سے ہوئی ہیں ورنہ اگر مسلمان اب بھی اس بات پر متفق ہو جائیں کہ طبقہ اولی کی طرح اپنا دستور العمل قرآن و حدیث کو بنالیں نہ کوئی نئی روش نکالیں نہ کسی کی طرف اپنی نسبت جدید پیدا کریں تو یہ فرقہ بندیاں دور ہوسکتی ہیں۔

قابل غور بات

فرقہ بندی کسی اصولی اختلاف سے ہوتی ہے اگر اصول ایک ہے اور باوجود وحدت اصولی کے صرف فہم کا اختلاف ہے تو فرقہ بندی نہیں ہے ورنہ اس طرح تو ہر ایک مذہب کے علماء میں اختلاف رائے موجود ہے۔ مثلاً علمائے حنفیہ موجودہ اور سابقہ متقدمین اور متاخرین بلکہ معاصرین وغیرہ سب میں اختلاف نظر آتا ہے۔ تو کیا یہ مختلف فرقے ہیں کیا کوئی کہے گا کہ امام ابوحنیفہ صاحب کا مذہب اور تھا اور شاگردوں کا اور یا موجودہ علمائے حنفیہ میں علمائے دیوبند کا مذہب اور ہے اور علمائے بریلی' بدایوں وغیرہ کا اور؟ نہیں بلکہ سب کے سب حنفی ہیں حالانکہ اختلاف موجود

ہے پس کسی جماعت کو دوسری جماعت سے فرقہ کی حیثیت سے الگ سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ ان میں اصولی اختلاف ہو پس جس فرقہ کے اصول طبقہ اولیٰ کے اصول مذہبی سے ملتے جلتے بلکہ وہی ہوں گے وہ فرقہ جدید اور فرقہ بند نہ کہا جائے گا' اور جس فرقہ کے اصول جدید ہوں گے وہی فرقہ جدید اور فرقہ بندی کے الزام سے ملزم ہوگا' اب ہمارے سامنے چاروں مذاہب حنفی شافعی'حنبلی اور مالکی موجود ہیں۔ ان سب کا اصول ہے کہ قرآن و حدیث پر بغیر توسط امام مجتہد کے عمل کرنا جائز نہیں اس لیے یہ فرقے اپنے اپنے اماموں کے مقلد کہلاتے ہیں۔

برخلاف اس کے اہل حدیث اس بات کے قائل نہیں' وہ کہتے ہیں یہ شرط طبقہ اولی میں نہ تھی ہم طبقہ اولی کی روش سے ایک انچ بھی ادھر سے ادھر نہ ہٹیں گے۔

؎ جملہ عالم یک طرف آں شوخ رعنا یک طرف

ایک اعتراض کا دفعیہ

اب ایک سوال یہ ہے کہ دوسرے فرقوں کی طرح اہل حدیث بھی تو ایک فرقہ ہے۔ اس سے بھی تو فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل حدیث بہ حیثیت نام کے ایک فرقہ کہا جائے تو اور بات ہے مگر اصول اور عمل کی حیثیت سے یہ کوئی فرقہ نہیں بلکہ وہی ایک گروہ ہے جو تعلیم نبوت سے پیدا ہوا تھا جس کی روش ہم بتلا آئے ہیں کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی تھی' نہ اس فرقے نے اپنے دستور العمل میں کوئی اضافہ کیا' نہ سلف صالحین کی روش سے علیحدگی کی بلکہ بعینہٖ اسی طرح قرآن و حدیث یا یوں کہیئے کہ قرآن اور طریقہ نبی علیہ السلام کو صحابہؓ کی روش پر محفوظ رکھا۔

رہا نام کا سوال کہ اہل حدیث نام کیوں رکھا جب کہ طبقہ اولی نے یہ نام اپنا نہ رکھا تو اس کا جواب بہت آسان ہے کہ اہل حدیث کی اصلیت بتلانے کو عملی طریق کا یہ نام ہے۔ دوسرے فرقوں نے اپنی نسبت اپنے اماموں کی طرف کر کے حنفی اور شافعی وغیرہ القاب اختیار کیئے۔ چونکہ اس فرقہ کی نسبت کسی غیر کی طرف نہ تھی بلکہ طبقہ اولی کی طرف صرف نبی کی طرف تھی اس لیے اس نے اپنے طریق عمل کیمطابق اپنا لقب اہل حدیث رکھا جو اس کے طریق عمل کے لحاظ سے بہت موزوں ہے ورنہ اس کا اصول دین جو بنیاد مذہب ہے' وہی ہے جو

طبقہ اولی کے مسلمانوں کا تھا۔ یعنی قرآن و حدیث بطریق سلف صالحین اہل حدیث لقب کے یہ معنی ہیں کہ احادیث رسول پر عمل کرنے والے۔

؎ کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہے ہم ہیں

اسلام اور اہل حدیث کا مذہب ایک ہے۔

آج کل ایک فرقہ قادیانی پیدا ہوا ہے اس کی جدت کا ثبوت ایک تو خود اس کی تاریخ پیدائش ہے۔ دوم اس فرقے نے بھی اپنے اندر ایک زائد بات پیدا کر لی ہے یعنی ایک خاص شخص (مرزا صاحب قادیانی) کی شخصیت کو ماننا داخل اسلام کیا جو داخلی اسلام نہ تھی، پس قطع نظر اور وجوہات کے صرف یہ وجہ ہی اس کی جدت کے لیے کافی ہے کہ بوجہ داخل کرنے غیر ضروری امر کے اسلام کی اس شاہراہ پر نہیں رہے جس پر طبقہ اولی کے سلف صالحین تھے۔

مختصر یہ کہ اسلام وہ دین ہے جو حضرت پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھایا اور طبقہ اولی کے مسلمانوں کی جو روش تھ وہی اسلام کا سچا نمونہ تھا، اہل حدیث نے اس روش میں کوئی اضافہ نہیں کیا نہ کسی طرح کی کوئی حد فاصل بنائی نہ کسی غیر کی طرف اپنی نسبت لگائی نہ کسی غیر کا تعلق جزو ایمان سمجھا بلکہ آج تک ان کا یہی اصول ہے۔

؎ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفے برجان مسلم داشتن

نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام اور اہل حدیث کا مذہب ایک ہے، ان دونوں کی طرف سے بزبان حال یہ کہنا موزوں ہے۔

؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعدازیں من دیگرم تو دیگری